

مہلت کا اختتام

نتیجہ کیا نکلا؟ اہم علامتوں پر گفتگو کے بعد بھی ظہور مہدی کے وقت کے متعلق ابہام باقی ہے۔ اگر ہم تورات کی طرف جائیں تو وہاں ایک ایسی پیش گوئی ملتی ہے جس سے کچھ محققین نے وقت موعود کا اندازہ لگانے کی کوشش کی ہے۔

حضرت دانیال علیہ السلام (اللہ کی رحمت اور سلامتی ان پر ہو) بنی اسرائیل کے مقدس پیغمبر تھے۔ جب یہود کی بد اعمالیوں کی پہلی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے بخت نصر بادشاہ کو ان پر مسلط کیا اور اس نے عراق سے آ کر یروشلم کو تاراج کر ڈالا۔ ہیکل سلیمانی کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ تورات کے نسخے جلا ڈالے۔ یہود کا قتل عام کیا۔ شہر کو برباد و ویران کیا۔ باقی ماندہ بچے کچھے یہودیوں کو غلام بنا کر اپنے ساتھ بابل لے گیا۔ تو جس زمانے میں یہود وہاں غلاموں کی زندگی گزار رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کھاتے ہوئے اس عذاب سے نجات کے لیے ان میں پھر سے انبیاء بھیجے شروع کیے۔ انہی انبیاء میں سے ایک حضرت دانیال علیہ السلام تھے۔ حضرت دانیال علیہ السلام اپنی شخصیت و کردار میں سیدنا حضرت یوسف علیہ السلام سے گہری مماثلت رکھتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے ان دونوں پیغمبروں کو آغاز میں غلام بنا لیا گیا تھا اور پھر ایک اجنبی ملک میں اجنبی و مظلوم شخص کی حیثیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی جسمانی پرورش اور روحانی تربیت کی حتیٰ کہ وہ پیغمبر بننے کے ساتھ دنیاوی اعتبار سے بھی بڑے عہدوں تک پہنچے۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے خوابوں کی تعبیر کا خصوصی علم عطا کیا تھا۔ وہ مشکل حالات میں بھی لوگوں کو خدائے واحد کی طرف بلا تے۔ جبر و ظلم کے ماحول میں کلمہ حق بلا خوف و جھجک کہتے رہے۔ دونوں پر فتنہ پردازوں نے تہمت لگائی جس کی نوعیت الگ الگ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کی پاکیزگی اور پاکدامنی ایسے دلائل سے ظاہر فرمائی کہ دشمن بھی انکار نہ کر سکے اور معافی مانگنے پر مجبور ہو گئے۔

بخت نصر کے بعد ”نیبوشانے زار“ بادشاہ ہوا۔ اس نے ایک خواب دیکھا۔ جس کا مطلب سمجھنے میں وہ اتنا الجھا کہ پریشان ہو کر رہ گیا۔ اس نے ملک کے تمام مشہور نجومیوں، جادوگروں، کاہنوں اور مستقبل کا حال بتانے والے کو جمع کیا اور خواب کی تعبیر پوچھی۔ جب علم کا بے جا دعویٰ کرنے والے سب عاجز آ گئے تو کسی نے اسے بنی اسرائیل کے دانشمند اور صاحب فہم نوجوان دانیال کی اطلاع دی۔ اس نے ان کو بلا بھیجا۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ ان پر یہ علم مزید کھولا جائے اور اس خواب کی صحیح تعبیر انہیں سمجھادی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ دعا قبول کر لی اور انہیں خواب کا صحیح مطلب القا کر دیا گیا۔

نیبوشانے زار کے اس خواب میں اس وقت کے بادشاہ سے لے کر قیامت تک آنے والے مختلف ادوار، حکومتوں اور بادشاہوں کے متعلق جو پیش گوئیاں کی گئی ہیں، وہ حیرت انگیز طور پر درست ثابت ہوئی ہیں۔ ماسوائے ان چند باتوں کے جن میں یہودی اور عیسائی حضرات نے تحریف کر دی ہے اور اسے توڑ مروڑ کر کہیں اور منطبق کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام کے کلام میں آخری نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق واضح پیش گوئی ہے اور یہ کہ ایک ابدی پیغام اور ہمیشہ قائم رہنے والا دین ظاہر ہوگا۔ اہل کتاب کی بد نصیبی کہ وہ حقیقت کا انکار اس وقت کرتے ہیں جب وہ ان کے سامنے واضح ہو جاتی ہے۔ سردست ہمارا موضوع اس خواب میں سے عددی پیش گوئیوں پر مشتمل وہ حصہ ہے جو ہر دور میں بحث و تحقیق کا موضوع رہا ہے اور اب تو ان کے دن اُفتق سے ورے نہیں، اُرے دکھائی دیتے ہیں۔

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

مہلت کا اختتام

اب آگے چلنے سے پہلے ایک واقعہ یہ بیان کرتے چلیں جسے ابن اسحق، ابن ابی شیبہ، امام بیہقی، ابن ابی الدین اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے۔ یہ حضرات فرماتے ہیں:

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ”طستور“ نامی شہر فتح ہوا تو فاتح فوج میں شامل صحابہ و تابعین نے وہاں حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار دریافت کیا۔ آپ کا جسم مبارک ایک تابوت میں بالکل اصل حالت میں بغیر کسی قسم کی تبدیلی و تغیر کے موجود تھا۔ ان کے سر پر کپڑے کا ایک خط تھا جس پر اجنبی زبان میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ دریافت کنندہ جماعت میں جن تابعین کے نام ہیں ان میں ابو العالیہ اور معترف بن مالک مشہور ہیں۔ یہ حضرات یہ تحریر لے کر سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ آپ نے مشہور صحابی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ (جو پہلے اہل کتاب یہود میں سے تھے اور سچا اسلام لے آئے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو) سے یہ تحریر پڑھ کر عربی میں ترجمہ کرنے کی درخواست کی۔ حضرت ابو العالیہ تابعی فرماتے ہیں کہ اس ترجمہ شدہ تحریر کو پڑھنے والا پہلا شخص میں تھا۔ اس میں درج تھا: ”تمہاری تمام تاریخ اور معاملات، تمہاری تقریر کی سحر آفرینی اور بہت کچھ جو ابھی واقع ہونے والا ہے۔“ (ابن کثیر: البدایہ والنہایہ ج 1، ص 42-40، بیہقی: دلائل النبوت ج 1، ص 381، ابن ابی شیبہ: المصنف 4-7، الکریمی: شفاء الصدور جمال حبیب ایڈیشن صفحہ 336)

تورات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیت المقدس میں فاتحانہ داخلے کا بھی تذکرہ ہے۔ مثلاً: ”زکریا“ کی سورت میں یہ آیت دی ہوئی ہے:

”اے صہیون کی بیٹی! خوشی سے چلاؤ۔ اے یروشلم کی بیٹی! مسرت سے چیخو۔ دیکھو! تمہارا بادشاہ آ رہا ہے۔ وہ عادل ہے اور گدھے پر سوار ہے۔ نچریا گدھی کے بچے پر۔ میں یوفریم سے گاڑی کو اور یروشلم سے گھوڑے کو علیحدہ کر دوں گا۔ جنگ کے پر توڑ دیے جائیں گے۔ اس کی حکمرانی سمندر اور دریا سے زمین کے کنارے تک ہوگی۔“

یہ الفاظ واضح ہیں لیکن عیسائی اسے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام کے یروشلم میں تنہا مسافر کی حیثیت سے داخلے کو مراد لیتے ہیں۔ اوٹنی کے لفظ کو انہوں نے اسی لیے گدھے سے تبدیل کیا ہے۔ یہ ان حضرات کی دیدہ دانستہ پیدا کردہ غلط فہمی ہے، اس لیے کہ بے شک مذکورہ پیش گوئیوں میں ”اسلامی فتوحات“ اور ”حضرت عمر رضی اللہ عنہ“ کا نام نہیں دیا گیا۔ فارسیوں اور رومیوں میں سے کوئی بھی حکمران ایسا نہیں گزرا کہ جس نے فارس کے ساحل سے بحر متوسط اور بحیرہ طبریہ سے عدن تک مکمل قبضے میں لیا ہو۔ یہ حقیقت صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر صادق آتی ہے۔

اب ہم اصل واقعے کی طرف لوٹتے ہیں۔ بادشاہ نے حضرت دانیال علیہ السلام کو بلا بھیجا۔ جب یہ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: ”میں نے تیرے بارے میں سنا ہے کہ الہوں کی روح تجھ میں ہے اور نور اور دانش اور کمال حکمت تجھ میں ہیں۔ حکیم اور نجومی میرے حضور حاضر کیے گئے تاکہ اس نوشتہ کو پڑھیں اور اس کا مطلب مجھ سے بیان کریں لیکن وہ اس کا مطلب بیان نہیں کر سکے اور میں نے تیرے بارے میں سنا ہے کہ تو تعمیر اور حل مشکلات پر قادر ہے۔ پس اگر تو اس نوشتہ کو پڑھے اور اس کا مطلب مجھ سے بیان کرے تو ارغوانی خلعت پائے گا اور تیری گردن میں زرین طوق پہنایا جائے گا اور تو مملکت میں تیسرے درجہ کا حاکم ہوگا۔“ تب دانیال علیہ السلام نے بادشاہ کو جواب دیا: ”تیرا انعام تیرے ہی پاس رہے اور اپنا صلہ کسی دوسرے کو دے تو بھی میں بادشاہ کے لیے اس نوشتہ کو پڑھوں گا اور اس کا مطلب اُس سے

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

مہلت کا اختتام

بیان کروں گا۔“ (سورہ دانیال: پ 5، آیت 18-13)

اس کے بعد بادشاہ نے خواب سنایا اور حضرت نے اس کی تعبیر بتائی۔ اس میں دنیا کی تاریخ کے مختلف ادوار اور مختلف حکومتوں کے آغاز و انجام کے متعلق پیش گوئیاں ہیں۔ اس میں سے جس پیش گوئی کا ہمارے دور اور ہمارے زمانے میں ہزاروں سال بعد ایک خاص حکومت کے قیام کے متعلق ہے اس کا نام انہوں نے ”نفرت کی ریاست“ اور ”گناہوں کی مملکت“ رکھا ہے۔ اس ریاست کے قیام سے دنیا کے انجام کا آغاز ہوگا اور اس میں گناہوں کی بھرمار سے یہ آغاز اپنے انجام کی طرف بڑھے گا اور یہی وقت دومقدس روحانی شخصیتوں (جناب مہدی اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام) اور دو بڑے فتنوں (الذجال الاکبر اور یاجوج ماجوج) کے ظہور کا ہوگا۔

حضرت دانیال علیہ السلام کی اس پیش گوئی کے جس حصے سے ہمیں دلچسپی ہے وہ یہ ہے: ”شمالی بادشاہ کی جانب سے فوجیں تیار کی جائیں گی اور وہ محترم قلعے کو ناپاک کر دیں گی۔ پھر وہ روزانہ کی قربانیوں کو چھین لیں گی اور وہاں نفرت کی ریاست قائم کریں گی۔“

اس عبارت میں محترم قلعے کو ناپاک کرنے سے مسجد اقصیٰ پر یہودی قبضہ اور وہاں خنزیر کے سموں کے ساتھ شراب نوشی مراد ہے۔ روزانہ کی قربانیاں چھیننے سے نمازوں پر پابندی کی طرف اشارہ ہے۔ قربانی سے عبادت مراد ہے کیونکہ نماز روز ہوتی ہے جبکہ قربانی روز نہیں ہوتی۔ نفرت کی ریاست جو القدس (یروشلم) پر قبضہ کر کے یہاں ”گنہگار مملکت“ قائم کرے گی، اس سے موجودہ اسرائیلی ریاست مراد ہے۔ یہ ریاست قائم کیسے ہوگی؟ اور اس کے کروت کیا ہوں گے؟ ملاحظہ فرمائیے:

”اور افواج اس کی مدد کریں گی اور وہ محکم مقدس کو ناپاک اور دائمی قربانی کو موقوف کریں گے اور اجاڑنے والی مکروہ چیز نصب کریں گے۔ اور وہ عہد مقدس کے خلاف شرارت کرنے والوں کو برگشتہ کرے گا لیکن اپنے خدا کو پہچاننے والے تقویت پا کر کچھ کر دکھائیں گے۔“ (تورات: ص 846..... دانیال: ب 11، آیت:

(31-32)

نفرت کی ریاست کی مدد کرنے والی افواج امریکا اور برطانیہ ہیں۔ اجاڑنے والی مکروہ چیز کی تنصیب سے مسجد اقصیٰ کی جگہ دجال کے قصر صدارت کا قیام ہے۔ شرارت کرنے والوں کو برگشتہ کرنے سے مراد عیسائی دنیا کو ورغلا کر صہیونی مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرنا ہے۔ اپنے خدا کو پہچاننے والوں کے کچھ کرنے سے فلسطینی فدائین کی بے مثال مزاحمت کی طرف اشارہ ہے اور یہ ان کی خدا پرستی اور خدا کے ہاں مقبولیت کی واضح خوش خبری ہے جو ان مظلوموں کے زخموں کا مرہم ہے۔

یہ ریاست کب قائم ہوگی؟ یہ ہماری اس بحث کا اہم ترین سوال ہے۔ حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں:

پھر میں نے دومقدس نبی آوازوں کو کہتے سنا: ”یہ معاملہ کب تک اسی طرح چلے گا کہ میزبان اور مقدس مقام کو قدموں تلے روند دیا جائے؟“ پر دوسری آواز نے جواب دیا: ”دو ہزار تین سو دنوں تک کے لیے۔ پھر یہ مقدس مقام پاک صاف کر دیا جائے گا۔“ (تورات: ص ۸۴۶..... دانیال: ب ۸، آیت: ۱۳، ۱۴) اس پیش گوئی

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

مہلت کا اختتام

سے معلوم ہوا کہ نفرت کی ریاست 2300 سال بعد قائم ہوگی۔ کس لمحے سے 2300 سال بعد؟؟؟ یہ ہم آگے چل کر بتائیں گے۔ پہلے آخری پیش گوئی جس سے پتا چلتا ہے کہ یہ ریاست 45 دن بعد ختم ہو جائے گی۔

حضرت دانیال علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اگرچہ کہ میں نے فرشتوں کی یہ بات سن لی مگر میں اسے سمجھ نہیں سکا۔ چنانچہ میں نے اللہ سے دعا کی: ”اے اللہ! کھیل کس طرح ختم ہوگا؟ اللہ نے جواب دیا: دانیال اپنے کام سے کام رکھو۔ الفاظ پر قفل چڑھا دیے گئے ہیں اور معاملات پر مہر لگا دی گئی ہے۔ اب آخری وقت آنے پر سارا زافاش ہوگا جس دن کہ قربانیاں چھین لی جائیں گی اور نفرت کی ریاست قائم کر دی جائے گی۔ اس کے بعد سے ایک ہزار 2 سو 90 دن باقی رہ جائیں گے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ایک ہزار 3 سو 35 کے اختتام تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن (اے دانیال) تم اپنا کام دنیا کے اختتام تک کرتے رہو۔ تمہیں آرام دیا جائے گا۔“ (تورات: ص 847، ب 12، آیت 8، 13)

عیسائی اور یہودی شارحین یہاں پہنچ کر سخت تذبذب کا شکار ہو جاتے ہیں، انہیں سمجھ نہیں آتا کہ اس میں وقت کا جو تعین کیا گیا، اس سے کیا مراد لیا جائے؟ کیونکہ دنیا میں ایسی ریاست نہیں جو 2300 دنوں کے بعد قائم ہوئی ہو اور محض 45 دن قائم رہنے کے بعد ختم ہوگی۔ (45=1235-1290)

مگر وہ تورات ہی سے مدد لے لیں اور آئینہ دیکھنے سے نہ ڈریں تو تورات میں دنوں سے مراد سال لیا جاتا ہے۔ مثلاً حزقیل میں ہے: ”میں نے تمہارے لیے ایک دن کو ایک سال کے برابر کر دیا ہے۔“ لہذا اس آیت میں 45 دنوں سے مراد 45 سال ہیں۔ اب پیش گوئی کے مطابق اس ریاست کا قیام 2300 سال بعد ہوگا۔ تورات و انجیل کے شارحین کے مطابق ان سالوں کا آغاز سکندر اعظم کے ایشیا فتح کرنے سے ہوتا ہے جو 333 قبل مسیح میں ہوا۔ چنانچہ نفرت کی ریاست (Abomination Of Desolation) کا قیام 333 قبل مسیح کے 2300 سال بعد ہوگا (1967=2300-333) یعنی 1967ء میں۔ یہی وہ سال ہے جس میں اسرائیلی افواج القدس میں داخل ہوئیں اور مسجد اقصیٰ کی ہولناک آتشزدگی کا واقعہ پیش آیا۔ اسرائیل اگرچہ 1948ء میں بنا لیکن القدس (یروشلم) جب تک رسائی یہود کا اصل مقصد ہے، وہ 1967ء میں اسرائیلیوں کے قبضے میں گیا۔ اب اگر یہ ریاست اپنے قیام کے 45 سال بعد تباہ و برباد ہوتی ہے اور اس کی بربادی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مہدی کی افواج کے ہاتھوں ہوگی اور دجال اور گستاخ یہودیوں کے کلی خاتمے پر ہوگی تو پھر بعض محققین کا کہنا ہے کہ (1967+45=2012ء) کے فارمولے سے نفرت کی اس گنہگار مملکت کا اختتام..... یا اختتام کے آغاز..... کا زمانہ 2012ء کے آس پاس بنتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

”وہ پوچھتے ہیں: یہ سب کب ہوگا؟ کہہ دیجیے: شاید یہ عنقریب ہی ہو جائے۔“

عالم عرب کے مشہور حق گو عالم ڈاکٹر سفر بن عبدالرحمن الحوالی جنہیں حق گوئی کی پاداش میں متعدد مرتبہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑی ہیں، ان کا کہنا ہے: ”یہ کوئی حتمی سال نہیں ہے۔ ہاں! اگر یہودی حضرات ہم سے شرط لگانا چاہیں جیسے کہ اہل قریش نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شرط لگائی تھی تو ہم بلا کسی تردید کے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی شرط ہم سے ہار جائیں گے۔“ (یوم الغضب: ترجمہ رضی الدین سید، ص: 174)

shared by: www.alkalam.pk

کتاب: دجال مصنف: مفتی ابولبابہ شاہ منصور

مہلت کا اختتام

یہودیہ شرط ہاں یا نہ، ان کا ارضِ فلسطین ہارنا اور آخری بربادی کا شکار ہونا یقینی ہے۔ اور تورات کے مطابق مبارک ہیں وہ لوگ جو تقویٰ اور جہاد پر کار بند رہتے ہوئے مظلوموں کا ساتھ دل، زبان یا ہاتھ سے دیتے ہیں، ان کے لیے تنہائیوں میں روتے اور دُعائیں کرتے ہیں، ان کے لیے نیک جذبات رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ حشر کے متمنی ہیں۔

نفرت کی ریاست کے خاتمے پر اہل حق خوشی کے ترانے پڑھیں گے، یروشلم پاک صاف ہو جائے گا۔ تمام اہل زمین اور آسمانی مخلوقات یہ کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں گی:

”الحمد للہ! نجات، عظمت، عزت اور خوف سب کے لیے ہم خدا کے سزاوار ہیں جو ہمارا رب ہے۔ اس کے فیصلے درست ہیں کیونکہ اس نے اس طوائف کو سزا دی جس نے اپنی بدکاری سے روئے زمین کو بھر دیا تھا۔ اس نے اللہ کے بندوں کا خون بہایا تھا اور اللہ نے اس سے اس کا انتقام لے لیا۔“

روئے زمین کو ظلم سے بھرنے والا امریکا ہے اور اللہ کی سزاؤں سے مراد ہوا، طوفان، زلزلے اور طاعون (ایڈز) ہیں جو امریکا کو ہر طرف سے گھیر لیں گے۔ عالمی شر کے خاتمے کے بعد عالمی خیر کا وقت آئے گا اور خدا اپنے ان وفادار بندوں کو انعام دے گا جو حق کی فتح پر عاجزی کے ساتھ اس کا شکر ادا کرتے ہیں۔

”کیونکہ پھر میں لوگوں کے لیے ایک پاکیزہ زبان دوں گا جو اللہ کا نام پکاریں گے اور جو کندھے سے کندھا ملا کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔“

یہاں پہنچ کر عیسائی و یہودی محققین گنگ ہو جاتے ہیں کہ اگر آخری فتح ان کی ہوئی تو پھر کندھے سے کندھا ملا کر حمد کے گیت وہ کس طرح گائیں گے؟ یہ ان کا تجاہل عارفانہ اور اللہ کی آیات میں معنوی تحریف ہے۔ پوری دنیا خصوصاً عیسائی اور یہودی اچھی طرح واقف ہیں کہ اسلام کے علاوہ دنیا میں کوئی مذہب نہیں جس میں عبادت گزار ”بنیان مرصوص“ کی مانند، کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں اور ان کی زبان پر پاکیزہ تکبیرات اور حمد کا ترانہ (سورہ فاتحہ) جاری ہوتا ہے۔